بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ آغاز

- شریعت بل، حکومت اور اہل وطن کیلئے ایک اور آزمائش
- فتح خوست، اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کا پیش خیمہ

قیامِ پاکستان کے بعد پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے جو تقریباً تمام تر تحریکِ پاکستان کے راہنماؤں اور قوم کے سب سے قابلِ اعتماد نمائندوں پر مشتمل تھی، قیامِ پاکستان کے مقصد کو ایک دستوری قرارداد کی شکل میں دستور میں مستقل طور پر ثبت کر دیا۔ چنانچہ اس کے بعد سے یہ قرارداد ملک کے مختلف دساتیر کی بار بار منسوخی اور توڑے جانے کے باوجود ہمارے ہر دستور کا جزوِ لانیفک رہی ہے ـــــ پھر ۱۹۸۵ء میں علماء حق کی بھرپور کوشش سے اسے دستور کی دفعہ ۲۔ا کا بھی حصہ بنا دیا گیا جس سے قراردادِ پاکستان کی حیثیت محض افتتاحیے یا تبرک کی نہیں رہی بلکہ اس سے بڑھ کر اس کی حیثیت آئینی ہو گئی۔

اس قرارداد کی رُو سے:۔

(۱) پاکستان میں اقتدارِ اعلیٰ اور حاکمیت صرف اللہ ربّ العالمین کو حاصل ہے جو پوری کائنات کا فرمانروا ہے اور اس ملک کی حکومت اور باشندوں کے اختیارات ایک مقدس امانت اور اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کے لیے ہیں۔

(۲) پاکستان میں آزادی، جمہوریت، مساوات، رواداری اور عدلِ اجتماعی میں اسلام کے پیش کردہ اصولوں اور تصوّرات کی پوری پوری پابندی کی جائے گی اور حکومت کا کاروبار لوگوں کے منتخب کردہ نمائندوں کے ذریعہ چلایا جائے گا۔

(۳) پاکستان کے مسلمان باشندوں کو اس قابل بنایا جائے گا کہ وہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی قرآن و سنّت کی تعلیمات اور ان کے تقاضوں کے مطابق بسر کریں۔

تحریکِ پاکستان کے وقت پوری قوم کے بالاتفاق ملک کی نظریاتی اساس "اسلام" قرار دینے اور ملک کی سب سے مقتدر و بااختیار اور نمائندہ ادارے "دستور ساز اسمبلی" کے یہ طے کر دینے کے بعد کہ "ملک کی حاکمیت صرف اللہ ربّ العالمین کے لیے ہے اور حکومت کے اختیارات" اس کے تفویض کردہ مقدس امانت اور اس کی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کے لیے ہیں اور ہماری آزادی اور جمہوریت مطلق اور مادر پدر آزاد نہیں بلکہ اسلام کی مقرر کردہ

حدود کے اندر رہے"۔۔۔۔۔ یہ لازم تھا کہ ملک کے اندر زندگی کے تمام شعبوں مثلاً نظام تعلیم، سیاست، قانون، عدالت، معاشرت، معیشت، صحافت اور دوسرے تمام معاملات و تعلقات کو اسلامی قدروں کے مطابق ڈھالا اور بدلا جاتا اور آج پاکستان مذکورہ بالا قرارداد کے مطابق ایک مثالی اسلامی جمہوری ریاست ہوتا۔

لیکن یہ کس قدر بدقسمتی کی بات ہے کہ ۴۳ سال بعد بھی ہمیں اسلام کی طرف نیم ولانہ پیش رفت کو حقیقت کا رنگ دینے کے لیے ایک قانونی شریعت بل (پیش کردہ مولانا سمیع الحق و مولانا قاضی عبداللطیف) کے ذریعے یہ مطالبہ کرنے کی ضرورت پیش آئی کہ :-

(۱) ملک کی تمام عدالتیں تمام امور و مقدمات میں شریعت کے مطابق فیصلہ کرنے کی پابند ہوں اور شریعت کے خلاف فیصلوں کی کوئی قانونی حیثیت نہ ہو۔

(۲) انتظامیہ کا کوئی فرد بشمول صدر و وزیر اعظم شریعت کے خلاف کوئی حکم نہ دے سکے اور جو حکم شریعت کے خلاف ہو اس کی کوئی قانونی حیثیت نہ ہو۔

(۳) کوئی عامل حکومت بشمول صدر مملکت اسلامی قانون عدل کے احتساب سے بالاتر نہ ہو۔

(۴) انتظامیہ، عدلیہ اور مقننہ کے ہر فرد کے لیے فرائض شریعت کی پابندی اور محرمات سے اجتناب لازم ہو۔

(۵) خلاف شریعت کاروبار کرنا اور حرام طریقوں سے دولت کمانا ممنوع ہو، جو شخص اس کی خلاف ورزی کا مرتکب ہو اُسے سزا دی جائے۔

(۶) تمام ذرائع ابلاغ (پریس، ریڈیو، ٹی وی، اخبارات وغیرہ) سے خلاف شریعت نشریات، خبروں، پروگراموں اور فواحش و منکرات کی اشاعت ممنوع ہو اور جو شخص اس کی خلاف ورزی کرے وہ مستوجب سزا ہو۔

مگر اس سے بھی عجیب تر بلکہ خدا کے غضب کو بھڑکانے والی بات یہ ہے کہ اسلام کے نام پر حکومت کی باگ ڈور سنبھال لینے، اسلامی جمہوری اتحاد کے منشور میں نفاذ شریعت کا وعدہ کر لینے، پھر "بینظیر" کے دور میں مولانا سمیع الحق کی تحریک پر سینٹ میں شریعت بل کی حمایت میں ووٹ دے کر اسے متفقہ طور پر سینٹ سے منظور کرا لینے اور اب دن رات اسلام اسلام کا ورد کرنے والے یہ حکمران قوم کے متفقہ شریعت بل کے نفاذ کے مطالبے کا خیر مقدم کرنے کے بجائے اس کی راہ روکنے، اسے محرف کرنے اور ڈائنامیٹ کر دینے کے لیے قسم قسم کے حیلے بہانے، تجاویز اور عذرات ہی پیش نہیں کر رہے بلکہ ان میں کئی حضرات اور بعض فیصلہ کن حیثیت کے مالک بزرگ دھڑلے سے یہ کہتے ہیں کہ "سینٹ سے متفقہ طور پر منظور شدہ شریعت بل کو نہیں مانیں گے کہ یہ ایک شخص یا ایک مکتب فکر یا ایک جماعت کا بل ہے"۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥

"دزدے چہ دلاور است کہ بکف چراغ دارد" ملک کے سب سے بڑے اور نمائندہ جمہوری ادارے ایوانِ بالا سینٹ کا اسے متفقہ طور پر منظور کر دیتے اور ملک کی تمام قابلِ ذکر ۹ دینی وسیاسی جماعتوں کا اسی پر اتفاق ہو جانے کے باوجود بھی اسے فردِ واحد کا بل قرار دینا سورج کی موجودگی میں دن کا انکار نہیں تو اور کیا ہے؟

جناب وزیرِ اعظم صاحب اپنی پہلی نشری تقریر میں قرآن وسنت کو سپریم لاء قرار دینے اور اس سلسلہ میں آئین میں ترمیم کر دینے کے وعدے کے باوجود تاہنوز عملی قدم نہ اٹھا سکے، شریعت بل کو قومی اسمبلی میں پیش کر کے منظور کرانے کا مژدہ سنایا مگر عملاً اصل شریعت بل کو توڑ مروڑ کر بے روح اور محرف کر کے قومی اسمبلی میں پیش کر دیا اور پھر اسی وزنی کمیٹیوں کے حوالے کر کے سرد خانے میں ڈال دیا۔

محرکین شریعت بل سمیت ملک کی تمام قابلِ ذکر دینی وسیاسی جماعتوں نے سرکاری شریعت بل کو مسترد کر دیا ہے اور اسے قوم وملت، ملک کے نظریاتی اساس اور انتخابی وعدوں اور جمہوری اتحاد کے منشور سے غداری قرار دیا۔

عذر یہ تراشا جا رہا ہے کہ متفقہ شریعت بل ملک کے دستور اور عدالتی نظام سے متصادم ہے ـــــ ملک کے ایوانِ بالا کی متفقہ منظوری کے بعد موجودہ حکمرانوں کی یہ بات "عذرِ گناہ بدتر از گناہ" کے قبیل سے ہے ـــــ پھر ہم وزیرِ اعظم سمیت حکومت کے ذمہ داروں سے پوچھتے ہیں کہ ایک مسلمان کی حیثیت سے وہ ہمیں بتائیں کہ اگر آپ کا کوئی قانون و دستور یا عدالتی نظام خدا کی کتاب یا اس کے رسولؐ کی سنت سے ٹکراتا ہے تو آپ اس کو خدا اور رسولؐ کی تعلیمات واحکام کے مطابق تبدیل کرنے کے مکلف ہیں یا خدا اور رسولؐ کے احکام کو اپنے گھڑے ہوئے اور کافر قوموں کی تقلید پر مبنی قاعدوں اور ضابطوں کے مطابق تبدیل کرنے کے؟

جب آپ کے ملک کی اس مقتدر اور حقیقی با اختیار دستور ساز اسمبلی کا فیصلہ یہ ہے کہ یہاں کے تمام قوانین اور آزادی و جمہوریت غیر محدود نہیں بلکہ پابندِ شریعت ہے تو بعد کی کسی اسمبلی، حکومت یا ادارے کو ان حدود سے باہر جانے کا اختیار کہاں سے اور کیسے حاصل ہو جائے گا؟

ایک مسلمان کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کو حاکمِ اعلیٰ (ساورن) ماننے اور اولین مقتدر دستور ساز اسمبلی کے فیصلے سے تجاوز اور اس کے فیصلے کے ماننے سے انکار اور خود اسلامی جمہوری اتحاد کے منشور اور انتخابی وعدوں اور وزیرِ اعظم کی اپنی نشری تقریر تک سے انحراف، مقاصدِ پاکستان، اخلاق و شرافت اور انسانی واخلاقی اقدار سے صریح بغاوت کے مترادف ہے۔

عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو ہمارے حکمران قانون کی حکمرانی اور برتری پر زور دے رہے ہیں اور دوسری طرف اپنی مرغوبِ نفس خواہشات کو پوری قوم پر مسلط کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ لوگ بتائیں کہ شریعتِ الٰہیہ کو

نافذ کیے بغیر بھی کوئی دوسرا طریقہ دنیا میں واقعی قانون کی حکمرانی و برتری قائم کرنے کا ہے؟ — دنیا کے جتنے بھی دوسرے طریقے ہیں وہ توکسی شخص، گروہ یا طبقے کی مرضی ہی کو لوگوں پر مسلط کرنے کے لیے ہیں، کیونکہ غالب شخص، گروہ اور طبقہ جب چاہے قانون کی ناک مروڑ کر اسے اپنی مرضی کے مطابق کروا سکتا ہے — مگر یاد رہے کہ نظام شریعت (بصورت متفقہ شریعت بل) خدا کا قانون ہی ہے جو اٹل، بے لاگ اور سب انسانوں کے لیے یکساں منصفانہ اور ان کی دست برد سے بالاتر ہے کیونکہ سب انسان مل کر بھی اسے تبدیل نہیں کر سکتے۔

آخر جو احکام صاف الفاظ میں ہمارے خالق و مالک نے اپنی کتاب میں اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی تعلیمات میں بغیر کسی ابہام کے بیان کر دیئے ہیں ان میں تحریف و تبدیلی یا ساقط کون اور کس اتھارٹی سے کرے؟ لہٰذا حکومت کے لیے ہر وہ اقدام جو شریعت بل میں تحریف و تبدل اور تاخیر و تنسیخ پر منتج ہو جمہوری، اسلامی اور اخلاقی طور پر ممنوع اور ہر لحاظ سے مذموم ہے۔

الغرض شریعت بل، نہر طالوت کی طرح اس دور میں ابتلاء اور آزمائش کا مسلسل ذریعہ بن رہا ہے۔ بہت سے دین اور شریعت کے نام پر زندگی کا کاروبار چلانے والے، کتنے طالع آزما سیاستدان، کتنے مفاد پرست اور ابن الوقت حکمران، کتنے لادینیت کے علمبردار اس آزمائش سے اپنی اصل صورت میں ظاہر ہوئے اور ان کی قلعی کھل گئی۔ شریعت بل ایک کسوٹی ہے جس نے کھرے اور کھوٹے کو الگ کر دیا اور تاریخ یہ سب کچھ محفوظ کر رہی ہے۔

اگر اس کے باوجود بھی کسی کی دیدۂ عبرت وا نہیں ہوتی تو خدا کی بارگاہ میں دیر ہے اندھیر نہیں۔ پیشروؤں کے انجام پر بھی نظر رکھنی چاہیئے ؎

ہم نے دیکھا ہے وہ بُت توڑ دیئے جاتے ہیں
جن میں ہو جاتا ہے اندازِ خدائی پیدا

فتح خوست — اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا پیش خیمہ

غیرت و حمیت اور جذبۂ جہاد سے سرشار افغان مجاہدین نے بالآخر ایسے حالات میں جبکہ امریکہ نے بھی تعاون سے ہاتھ کھینچ لیا اور اپنے بھی بیگانے ہو گئے، فاتح خوست مولانا جلال الدین حقانی کی قیادت میں کابل کے بعد جنگ اور دفاعی اعتبار سے خصوصی اہمیت کا حامل اہم صوبہ اور مضبوط فوجی چھاؤنی "خوست" کو بھی فتح کر لیا، اور اسلام کی تاریخ جہاد و عزیمت میں ایک نئے اور شاندار باب کا اضافہ کر دیا ہے۔

یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے اور ہم اس کی عنایت و انتخاب کے ممنون ہیں کہ اس طویل اور عظیم جہاد میں (جو اس صدی میں سُرخ روسی سامراج کے مقابلہ میں پہلا بھرپور اور عظیم جہاد ہے) مرکز علم دارالعلوم حقانیہ کے